آلِ محمد کون؟

ڈاکٹر سید نیاز محمد ہمدانی

تمہید:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو نصیحت کی تھی کہ میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں: اللہ کی کتاب اور اپنی عترت، اپنے اہل بیت، جب تک تم ان دونوں کا دامن تھامے رہو گے میرے بعد کبھی گمراہ نہیں ہو گے، اور یہ دونوں ایک دوسرے سے کبھی جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ دونوں ایک ساتھ حوض پر میرے پاس پہنچ جائیں گے۔ (ریفرنس کے ساتھ یہ حدیث آگے بھی بیان ہو رہی ہے)

لیکن مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس نصیحت اور اس ہدایت کو نظرانداز کر دیا اور اہل بیت سے وہ تعلق نہ رکھا جو اس فرمانِ نبوی کے مطابق رکھنا لازم تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اہل بیت کی سب سے برجستہ اور مرکزی شخصیت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام تھے، جن سے اس وقت کے مسلمانوں کے ایک بڑا اور منظم دھڑا شدید پرخاش اور بغض رکھتا تھا۔ حضرت علی کو چھوڑ کر اہل بیت سے تعلق رکھنا ممکن نہ تھا۔ اس طرح مولا علی سے بغض کی وجہ سے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد نے اہل بیت سے قطع تعلق کر لیا۔

ممکن ہے بعض قارئین یہ سمجھیں کہ مولا علی علیہ السلام سے امت کے اس رویے کے بارے میں یہ بات بناوٹی اور بے بنیاد ہے۔ لیکن مولا علی کے ساتھ امت کے اس رویے کی پیشین گوئی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما دی تھی:

عن حیان الاسدی سمعت علیا یقول: قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

ان الامۃ ستغدر بک بعدی و انت تعیش علی ملتی، و تقتل علی سنتی، من احبک احبنی و من ابغضک ابغضنی

ترجمہ: حیان اسدی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی (علیہ السلام) سے سنا: آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: "یہ امت میرے بعد تیرے ساتھ غدر (خیانت، فریب کاری، غداری) کرے گی جب کہ تم میرے دین پر ہو گے، تمہیں قتل کر دیا جائے گا جب کہ تم میری سنت پر ہو گے، جس نے تجھ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے تجھ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا"۔

(مستدرک حاکم، جلد 4، حدیث 4686) امام حاکم نے اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

ہم تاریخ میں دیکھتے ہیں کہ جب تیسرے خلیفہ کے انتخاب کا موقع آیا، اور وہاں ایک خاص طریقہ کار اختیار کر کے مولا علی کے خلیفہ بننے کی راہ میں رکاوٹ کھڑی کی گئی تو مولا علی نے اس سارے عمل کو فریب کاری کہہ کر مسترد کر دیا۔ تاریخ نے مولا علی کے یہ الفاظ نقل کیئے ہیں:

خدعۃ، وایما خدعۃ (فریب کاری، کس قدر فریب کاری) (تاریخ طبری اردو ترجمہ: جلد 3، مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی، سال اشاعت 2004)

آل محمد سے منہ موڑنے کا ایک نتیجہ لامحالہ یہ ہونا تھا کہ اہل بیت کے مقام اور مرتبہ کو کم کرنے کی کوشش کی جائے۔ ان کوششوں میں سے ایک کوشش یہ تھی کہ اہل بیت رسول اور آل محمد کے معنی اور مفہوم کے بارے میں ابہام اور الجھاؤ پیدا کر دیا جائے۔ کافی عرصہ سے بار بار بعض احباب کی طرف سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالنے کے لیئے اصرار ہو رہا تھا۔ یہ مختصر تحریر اسی مسئلہ کے بارے میں ہے۔

آل اور اھل کا فرق

آل اور اہل دونوں کے معنی ایک ہیں۔عربی لغت کے مطابق آل اہل کی ہی مقلوب یعنی تبدیل شدہ شکل ہے۔ان دونوں الفاظ کے معنی ایک ہی ہیں یعنی خاندان، گھر والے اور کنبہ جن کے لیئے اردو میں لفظ اہل وعیال بھی استعمال ہوتا ہے۔لیکن ان دونوں الفاظ کے استعمال میں فرق ہے۔ایک فرق یہ ہے کہ آل صرف خواص اور اشراف یعنی بڑے لوگوں کے خاندان اور اہل وعیال کے لیئے استعمال ہوتا ہے جبکہ اہل عام ہے جو عام اور خاص سب کے لیئے استعمال ہوتا ہے۔مثال کے طور پر عربی میں یہ کہنا درست ہے: **جاء الامیر و اھلہ** (حاکم اور اس کے اہل آئے). **جاء العمیل و اھلہ** (مزدور اور اس کے اہل آئے)۔اس مثال میں اہل کا لفظ حاکم اور مزدور دونوں کے خاندان کے لیئے استعمال ہوا ہے۔لیکن آل کا لفظ دونوں کے لیئے استعمال نہیں ہوتا۔ یہ کہنا درست ہے کہ **جاء الامیر و آلہ** (حاکم اور اس کے آل آئے) لیکن یہ کہنا درست نہیں ہے کہ **جاء العمیل و آلہ** (مزدور اور اس کے آل آئے۔)

ایک اور فرق یہ ہے کہ آل کا لفظ صرف کسی شخص سے نسبت کے لیئے استعمال ہوتا ہے جب کہ اہل کا لفظ شخص کے علاوہ بھی استعمال ہوتا ہے۔مثال کے طور پر اہل عقل، اہل علم، اہل محلہ، اہل مدینہ، اہل کوفہ کہنا درست ہے لیکن آل علم، آل عقل، آل محلہ، آل مدینہ، آل کوفہ کہنا درست نہیں ہے۔ جب یہ بات واضح ہوگئی کہ آل اور اہل کے ایک ہی معنی ہیں تو یہ بھی معلوم ہوگیا کہ آل محمد اور اہل محمد یا اہل بیت محمد ایک ہی ہیں۔

ایک ضروری نکتہ:

یہاں ایک بات کو سمجھنا ضروری ہے۔عربی زبان کے جو الفاظ قرآن وحدیث میں استعمال ہوئے ہیں وہ اسلام سے پہلے بھی عرب معاشرے میں استعمال ہوتے تھے۔مثال کے طور پر صلوٰۃ، صوم، زکوٰۃ، حج اسلام سے پہلے بھی عربی زبان میں تھے اور استعمال بھی ہوتے تھے۔مثال کے طور پر صلوٰۃ کا لفظ لے لیں۔ یہ لفظ دعا کے معنی میں یا کسی بھی صورت میں معبود کے ساتھ رابطے کی کسی بھی شکل کے لیئے استعمال ہوتا تھا۔صوم کا لفظ اپنے آپ کو یا جانور کو قابو میں رکھنے کے لیئے استعمال ہوتا تھا۔زکوٰۃ پاکیزگی کے معنی میں استعمال ہوتا تھا، حج کسی بھی جگہ جانے کے قصد کو کہا جاتا تھا۔لیکن اسلام کے آجانے کے بعد اسلام نے ان الفاظ کو ایک خاص معنی دے دیئے۔ یا یوں کہہ لیجیے کہ ان الفاظ کا استعمال ایک خاص مصداق کے لیئے مخصوص کردیا۔اب مسلم معاشرے میں جب لفظ صلوٰۃ بولا جاتا ہے تو اس سے کسی بھی معبود کے ساتھ رابطے کی کسی بھی شکل کو مراد نہیں لیا جاسکتا۔ بلکہ کچھ افعال پر مشتمل ایک مخصوص عمل جسے ہم اردو میں نماز کہتے ہیں، وہی مراد لیا جاتا ہے۔کوئی شخص مراقبہ کی پوزیشن میں بیٹھ کر اللہ ہو اللہ ہو کرتا رہے، تو لغت کے اعتبار سے تو اس عمل کو صلوٰۃ کہا جاسکتا ہے، لیکن اسلامی لحاظ سے یہ معنی مراد نہیں لیئے جائیں گے۔کوئی شخص یہ نہیں کرسکتا کہ اس طرح کا کوئی مراقبہ کرے اور کہے کہ اللہ نے صلوٰۃ کا حکم دیا ہے، اور لغوی لحاظ سے یہ بھی صلوٰۃ ہے، الہٰذا میرا فرض ادا ہوگیا۔ اسی طرح سے صوم کسی بھی فعل سے اپنے آپ کو روک لینے کا نام ہے۔منکرین حدیث حضرات بھی اس کے یہی معنی لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اپنے آپ کو گناہوں سے روکنے کا نام صوم ہے، الہٰذا اگر کوئی شخص گناہوں سے خود کو روکتا ہے تو وہ صوم انجام دے رہا ہے۔لیکن قرآن وسنت میں صوم کے یہ لفظی معنی مراد نہیں ہیں۔ بلکہ اپنے آپ پر کنٹرول کی ایک خاص شکل مراد ہے کہ انسان صوم یعنی روزے کی نیت سے طلوع فجر سے لے کر رات کے آغاز تک کچھ اعمال کو ترک کردے۔

اسی طرح عربی لغت کے لحاظ سے کسی بھی جگہ کی زیارت کے قصد کو حج کہا جاسکتا ہے۔لیکن اسلام نے اس لفظ کو ایک خاص موقع پر، ایک خاص ترتیب کے ساتھ کچھ اعمال کے ساتھ بیت اللہ کی زیارت کے ساتھ مخصوص کردیا ہے۔اب اگر آپ ماہ رمضان میں یا ماہ رجب میں بیت اللہ ہی کی زیارت کا قصد کریں اور زیارت کرآئیں تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ میں حج کرنے جارہا ہوں یا حج کرکے آرہا ہوں۔لیکن لغت کے لحاظ سے اس عمل کو بھی حج کہا جاسکتا ہے۔اسی طرح آپ کسی اور جگہ کی زیارت کا قصد کریں اور وہاں کی زیارت کرنے چلے جائیں تو عربی لغت کے لحاظ سے آپ اس جگہ کا حج کررہے ہوں گے۔لیکن اللہ اور اللہ کے رسول نے حج کو جو معنی معین کیئے ہیں یہ اس کے دائرے میں ہرگز نہیں آئے گا۔

یہی حال آل اور اہل کا ہے۔عربی زبان میں لغوی اور معاشرتی لحاظ خاندان کے سب افراد کو آل یا اہل کہا جاتا ہے۔حتیٰ کہ اگر کوئی شخص کسی گھر کا مستقل

ملازم ہو، جو اس گھر کے افراد کی طرح وہاں ہی رہتا ہو، تو اسے بھی اہل میں شامل سمجھا جاتا ہے۔ لیکن جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے حکم سے صلوٰۃ، صوم اور حج کے عام مفاہیم کو خاص مصادیق کے ساتھ مخصوص کر دیا اور اب یہ الفاظ اپنے عام معنی میں استعمال نہیں ہوتے، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آل محمد اور اہل بیت محمد کو بھی عام معنی سے ہٹا کر مخصوص افراد میں محدود کر دیا۔ لہٰذا اب آل محمد اور اہل بیت محمد کی تعریف لغت کی روشنی میں نہیں بلکہ فرمان رسول کی روشنی میں ہوگی اور اس بات پر بہت سی احادیث موجود ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

آیت تطہیر کے ذیل میں احادیث:

1۔ عن ام سلمه قالت فی بیتی نزلت انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت قالت فارسل رسول الله صلی الله علیه وسلم الی علی وفاطمه والحسن والحسین فقال اللهم هولاء اهل بیتی (مستدرک حاکم جلد 4 حدیث 4705)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ آیت انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت میرے گھر میں نازل ہوئی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حسن اور حسین کو بلا بھیجا اور فرمایا: یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔

امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح علی شرط الشیخین قرار دیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم کے معیار کے مطابق صحیح ہے۔

2۔ اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

لما نظر رسول الله ص الیٰ رحمة هابطة قال ادعوا لیَّ ادعوا لیَّ. فقالت صفیه من یا رسول الله؟ قال اهل بیتی علیا و فاطمه و الحسن و الحسین فجیء بهم فالقی علیهم النبی صلی الله علیه وسلم کساءه ثم رفع یدیه ثم قال اللهم هولاء آلی فصل علی محمد وعلی آل محمد وانزل الله عز وجل انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهر کم تطهیرا

ترجمہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کو نازل ہوتے دیکھا تو فرمایا: میری طرف بلاؤ میری طرف بلاؤ۔ حضرت صفیہ نے کہا: یا رسول! اللہ کس کو؟ آپ نے فرمایا میرے اہل بیت کو، علی، فاطمہ، حسن اور حسین کو۔ جب وہ آ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چادر ان کے اوپر ڈالی، پھر اپنے ہاتھوں کو اٹھایا اور فرمایا: یا اللہ! یہ میرے آل ہیں، تو محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آیت انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهر کم تطهیرا نازل فرمائی۔ (مستدرک حاکم، جلد 4 حدیث 4709)

اس حدیث میں یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں میرے اہل بیت کو بلاؤ۔ جب پوچھا گیا کہ اہل بیت کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: علی، فاطمہ، حسن اور حسین۔ لیکن ان کو چادر کے نیچے لینے کے بعد دعا کرتے وقت فرمایا اللهم هولاء آلی، (یا اللہ! یہ میرے آل ہیں)

اس سے واضح ہو گیا کہ آل محمد اور اہل بیت محمد ایک ہی ہیں اور وہ ہیں علی، فاطمہ، حسن اور حسین۔ سلام اللہ علیہم۔

3۔ عن ام سلمه ان النبی صلی الله علیه وسلم جلل علی الحسن والحسین و علی وفاطمه کساء ثم قال اللهم هولاء اهل بیتی و خاصتی، اذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا فقالت ام سلمه: وانا معهم یا رسول الله؟ قال انك الیٰ خیر

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن، حسین، علی اور فاطمہ کو چادر کے نیچے لیا اور فرمایا: یا اللہ! یہ میرے اہل بیت اور میرے خواص ہیں، ان سے رجس کو دور کر دے اور انہیں اس طرح پاک کر دے جس طرح پاک کرنے کا حق ہے۔ حضرت ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟ آپ نے فرمایا: تم خیر کی طرف ہو۔ (ترمذی جلد 5، حدیث 3871)

امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ اس باب میں عمر بن ابی سلمہ، انس بن مالک، ابی الحمراء، معقل بن یسار اور حضرت عائشہ سے بھی روایات مروی ہیں۔

میدان مباہلہ:

آیت مباہلہ کے ذیل میں علامہ جلال الدین سیوطی نے، امام ترمذی، ابن منذر، حاکم اور سنن بیہقی سے سعد ابن ابی وقاص کی روایت نقل کی ہے کہ جب آیت قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَکُمْ (آل عمران:61) نازل ہوئی تو رسول اللہ ص نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حسن اور حسین کو بلایا اور کہا:

اللھم ھولاء اھلی (یا اللہ یہ میرے اہل ہیں) (درالمنثو رجلد2:39، مستدرک حاکم جلد4 حدیث4719)

حدیث ثقلین:

1۔ زید ابن ارقم کہتے ہیں:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی تارك فیکم الثقلین: کتاب اللہ و اھل بیتی و انھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، اللہ کی کتاب اور اپنے اہل بیت، یہ دونوں کبھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کے حوض پر میرے پاس پہنچ جائیں گے۔ (مستدرک حاکم، جلد4 حدیث4711)

امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح علی شرط الشیخین کہا ہے۔

2۔ زید بن ثابت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انی تارك فیکم خلیفتین : کتاب اللہ عزوجل، حبل ممدود ما بین السماء والارض وعترتی اھل بیتی و انھما لن یفترقا حتیٰ یردا علی الحوض

ترجمہ: میں تمہارے درمیان دو خلیفے چھوڑ کر جا رہا ہوں: اللہ کی کتاب جو کہ آسمان اور زمین کے درمیان کھینچی ہوئی ایک رسی ہے اور اپنی عترت، اپنے اہل بیت، یہ دونوں کبھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر میرے پاس پہنچ جائیں گے۔ (درالمنثو ر2:60) اردو ترجمہ جلد2:167

اس حدیث نے مسئلہ خلافت بھی حل کر دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ میں دو خلیفے چھوڑ کر جا رہا ہوں، تو پھر امت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھوڑے ہوئے دو خلیفوں کی اطاعت کرنی چاہیے تھی، انہیں خود سے خلیفہ بنانے کا کوئی حق حاصل نہیں تھا۔

علامہ محمود آلوسی اپنی تفسیر روح المعانی میں آیت تطہیر کے ذیل میں لکھتے ہیں:

و انت تعلم ان ظاھر ما صح من قولہ صلی اللہ علیہ وسلم: انی تارك فیکم خلیفتین۔ وفی روایۃ الثقلین۔ کتاب اللہ حبل ممدود ما بین السماء والارض وعترتی اھل بیتی و انھما لن یفترقا حتیٰ یردا علی الحوض یقتضی ان النساء المطھرات غیر داخلات فی اھل البیت الذین ھم احد الثقلین۔

ترجمہ: اور تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح حدیث انی تارك فیکم خلیفتین۔۔۔اور ایک روایت کے مطابق۔۔۔ الثقلین۔۔۔اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ رسول اللہ کی بیویاں اہل بیت میں داخل نہیں ہیں جو کہ ثقلین میں سے ایک ہیں۔

اس مضمون کی روایات شیعہ اور سنی کتب حدیث وتفسیر میں بہت زیادہ ہیں۔ ان احادیث سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ آل محمد اور اہل بیت محمد، علی فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام ہیں۔ اہل بیت محمد اور آل محمد وہ ہیں جنہیں رسول اللہ نے حدیث ثقلین میں قرآن کے ساتھ قرار دیا اور فرمایا یہ اور قرآن ایک دوسرے سے کبھی جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر میرے پاس پہنچ جائیں گے۔ اس کے معنی واضح طور پر یہ ہیں کہ اہل بیت اپنے کسی قول وفعل میں کبھی بھی قرآن سے جدا نہیں ہو سکتے۔ یہ اہل بیت کی عصمت کی واضح دلیل ہے۔ اس لیئے کہ جو اپنے ہر قول وفعل میں قرآن کے ساتھ ہوں، جن کا کوئی قول اور فعل قرآن سے جدا نہ ہو، ان سے غلطی اور گناہ کا ارتکاب کیسے ہوسکتا ہے؟ اور جیسا کہ علامہ آلوسی نے اعتراف کیا ہے اس سے بھی یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ازواج اہل بیت میں داخل نہیں ہیں اس لیئے کہ حضرت عائشہ کا جنگ جمل میں نکلنا قرآنی حکم اور رسول اللہ کی ہدایات کے خلاف تھا۔ نیز سورہ تحریم میں جس انداز میں اللہ

تعالیٰ نے ازواج رسول کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف محاذ آرائی اور جتھہ بندی پر ان کی سرزنش کی ہے۔ اب ظاہر سی بات ہے کہ جنھیں قرآن میں اللہ تعالیٰ ایسی شدید سرزنش کر رہا ہے وہ کب ان اہل بیت میں داخل ہو سکتی ہیں جو کبھی قرآن سے جدا نہیں ہیں۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ اہل اور آل ایک ہیں، اہل اور آل دونوں علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام ہیں تو اس سے یہ خیال بھی باطل ثابت ہو جاتا ہے کہ آل محمد سے مراد ساری امت ہے۔ آل محمد سے مراد پوری امت نہیں بلکہ وہ مقدس افراد ہیں جن کے ساتھ امت کو تمسک قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے تا کہ امت گمراہ نہ ہو جائے، جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد اپنا خلیفہ اور امت کا ہادی اور رہنما قرار دیا ہے، جن کو قرآن کے ساتھ قرار دیا ہے، جو کبھی قرآن سے جدا نہیں ہو سکتے۔

قرآن مجید سے مزید رهنمائی:

اس سلسلہ میں قرآن مجید میں بھی تسلی بخش اور واضح رہنمائی موجود ہے۔ سورہ آل عمران کی آیت 33:

إِنَّ اللهَ اصْطَفٰى آدَمَ وَنُوحاً وَّآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ

ترجمہ: اللہ نے آدم اور نوح کو اور آل ابراہیم اور آل عمران کو چن لیا۔

اس آیت سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہو جاتی ہے کہ آل ابراہیم سے مراد حضرت ابراہیم کی پوری امت نہیں ہے۔ بلکہ آل ابراہیم سے مراد نسل ابراہیم کے مصطفیٰ افراد ہیں۔ اور اس سے پہلے آدم اور نوح کے مصطفیٰ ہونے کا ذکر ہے جس سے ہم آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ مصطفیٰ بندے کیسے ہوتے ہیں۔ یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ اللہ جن کو مصطفیٰ کر لیتا ہے ان کو پاک کر دیتا ہے جیسا کہ اس آیت سے واضح ہے:

يَامَرْيَمُ إِنَّ اللهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلٰى نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ

ترجمہ: اے مریم! اللہ نے تجھے چن لیا اور تجھے پاک کر دیا اور تجھے عالمین کی عورتوں پر چن لیا۔ (آل عمران:42)

اس سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ آل ابراہیم سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پوری امت نہیں، بلکہ ان کی پوری نسل بھی نہیں، بلکہ ان کی نسل سے کچھ افراد ہیں جو پاک بھی ہیں اور مصطفیٰ بھی ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی ہیں اور آل ابراہیم ہیں۔ ان کے بارہ بیٹے تھے، جن میں سے صرف ایک حضرت یوسف مصطفیٰ تھے، باقی بیٹے جنھوں نے سازش کر کے حضرت یوسف کو کنوئیں میں پھینک دیا تھا، ان کو لغوی اور عرفی معنی میں آل ابراہیم کہا جا سکتا ہے، لیکن قرآنی معنی میں انہیں آل ابراہیم نہیں کہا جا سکتا۔ قرآن کی روشنی میں حضرت یعقوب کے بارہ بیٹوں میں سے صرف ایک حضرت یوسف ہی آل ابراہیم میں شامل ہیں جو اللہ کے مصطفیٰ بندے اور اس کے نبی ہیں۔

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آل محمد سے ساری امت محمد ہرگز مراد نہیں ہے۔ بلکہ آل محمد خاندان رسول کے وہ خاص افراد ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے پاک اور مصطفیٰ کر دیا۔ یہ بات درود ابراہیمی کی روشنی میں اور بھی اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے:

اللهم صل على محمد و آل محمد كما صليت على ابراهيم و آل ابراهيم انك حميد مجيد

ترجمہ: اے اللہ! محمد اور آل محمد پر اپنی رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر اپنی رحمت نازل فرمائی۔ بے شک تو حمید اور مجید ہے۔

آل ابراہیم پر اللہ کی رحمتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ نے آل ابراہیم کو مصطفیٰ کیا۔ آل محمد پر آل ابراہیم کی طرح رحمت کرنے کے معنی یہ ہیں کہ آل محمد بھی مصطفیٰ ہیں، ورنہ كما صليت على ابراهيم و آل ابراهيم بے معنی ہو جائے گا۔

جب آل محمد پر بھی اس طرح اللہ کی رحمت نازل ہوئی جس طرح آل ابراہیم پر نازل ہوئی تو اس کا واضح سا مطلب یہ ہے کہ آل ابراہیم کی طرح آل محمد بھی مصطفیٰ ہیں۔ اب یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساری امت تو مصطفیٰ نہیں ہے۔

جن لوگوں نے آل محمد کے معنی میں یہ ڈنڈی ماری ہے کہ اس سے مراد ساری امت ہے، حقیقت میں وہ خود بھی جانتے تھے اور جانتے ہیں کہ ان کی یہ

بات جھوٹ اور فریب کاری ہے۔ ان کی ساری کتابوں میں جہاں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آیا ہے انہوں نے ساتھ "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھا ہے، وآلہ وسلم نہیں لکھا۔ اگر وہ واقعی ساری امت کو آل محمد سمجھتے ہوتے جس میں وہ خود بھی شامل ہیں تو حضور کے نام کے ساتھ درود میں آل کو ضرور شامل کرتے تا کہ خود بھی شامل ہو سکیں۔

یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم پر اللہ تعالیٰ کی ایک خاص رحمت یہ بھی تھی کہ حضرت ابراہیم کے بعد حضرت ابراہیم کی جانشینی آل ابراہیم میں رہی، حضرت ابراہیم کا کوئی جانشین اور خلیفہ آل ابراہیم سے باہر کا نہیں ہے۔ محمد وآل محمد پر ابراہیم اور آل ابراہیم کی طرح رحمت ہونے کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کی جانشینی اور خلافت بھی آل محمد میں ہو۔ قرآن مجید میں ابراہیم اور آل ابراہیم کا مقام دیکھنے کے بعد، قرآن اور درود ابراہیمی پڑھنے والوں پر آل محمد کے معنی اور آل محمد کی عظمت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے۔

یہاں مجھے ایک واقعہ یاد آ رہا ہے جو میری بڑی بیٹی نے سنایا جنہوں نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے اسلامیات میں ایم کیا ہے۔ وہ بتاتی ہیں کہ ایک دن کلاس میں درود شریف پر بات ہوگئی تو میں نے پروفیسر صاحب سے سوال کیا کہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہنا بہتر یا صلی اللہ علیہ وسلم؟ پروفیسر صاحب نے سوال نظر انداز کر دیا۔ جب کلاس ختم ہوئی اور طالب علم جانے لگے تو مجھے کہا کہ آپ ذرا رکیں۔ میں رک گئی، اور جب کلاس کے سارے طالب علم چلے گئے تو پروفیسر صاحب بولے کہ وآلہ وسلم افضل ہے۔ تو میں نے جواب دیا کہ سر یہ مجھے بھی معلوم ہے، میں نے کلاس میں سوال کیا تھا تا کہ پوری کلاس کے سامنے حقیقت بیان ہو جائے۔ یہاں سے ان پروفیسر صاحب اور ان جیسے بہت سے دیگر افراد کی بدنیتی کس قدر آسانی سے واضح ہو کر سامنے آ جاتی ہے۔ مسلمانوں میں ایسے افراد کی کمی نہیں ہے جو آل محمد سے جلتے ہیں، درود میں آل کا ذکر نہیں کرتے، کرنا پڑ جائے تو اس پہ ڈنڈی مارتے ہیں کہ آل سے مراد ساری امت ہے۔

☆☆☆

آل محمد کے بارے میں مولا علی علیہ السلام کا فرمان

آل محمد کے حوالے سے مولا علی علیہ السلام کا یہ فرمان بھی ضرور پیش نظر رہنا چاہیے:

لا یقاس بآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ من ھذہ الامۃ احد ولا یسوی بھم من جرت نعمتھم علیہ ابدا، ھم اساس الدین وعماد الیقین، الیھم یفیء الغالی وبھم یلحق التالی، لھم خصائص حق الولایۃ وفیھم الوصیہ والوراثۃ

ترجمہ: اس امت میں سے کسی کو آل محمد پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، جس پر ان کے (یعنی آل محمد کے) احسانات جاری ہوں وہ ان کے برابر نہیں ہو سکتا، وہ دین کی بنیاد اور یقین کے ستون ہیں، آگے بڑھ جانے والوں کو انہیں کی طرف لوٹنا ہے اور پیچھے رہ جانے والوں کو انہی کے ساتھ ملحق ہونا ہے، حق ولایت کی خصوصیات انہی سے مخصوص ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت اور وراثت بھی انہیں کے بارے میں ہے۔ (نہج البلاغہ خطبہ 2)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق کو سمجھنے اور حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علیٰ محمد وآلہ الطاھرین والسلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین

☆☆☆

محتاج دعا: ڈاکٹر سید نیاز محمد ہمدانی۔ 5 دسمبر 2021۔ لاہور۔ پاکستان